خلتِ محبوبیت

(حضرت مولنا صوفی شاہ عبدالقادر صاحب شمس آبادی)

قرآن مجید میں ہے۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی (مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنا لینے سے مقصود ہے من تواضع للہ یرفعہ اللہ جس نے خود کو گرایا اس کو خدا نے اٹھایا جیسا کہ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم سے ثابت ہے اور ان میں ایک راز حقیقی ہے کیونکہ دعا بغیر تذلل کے قالب بے روح سے کم نہیں۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تذلل و افتقار کی سیڑھی لگا دی جس سے مقام رفیع تک عروج ہو کر قرب الٰہی حاصل ہو گیا۔ خلت ابراہیمی نے عبدیت کے مدارج طے کرا دئے اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے زینۂ عبودیت سے مقام بلند الوہیت پر اپنے متبعین کو پہنچا دیا اور بنیاد ظاہری خاکی کے ساتھ زینۂ ترقی باطن بھی قائم ہو گیا تھا جس کے ذریعہ سے انہیں خلت کا مقام حاصل ہوا۔

مقام ابراہیم سے مقصود مقام خلت ہے کیونکہ آپ کا لقب مقدس خلیل ہے اور خلیل اسم صفت مشبہ ہے جو خلال سے مشتق ہے اور خلال لغت ایک چیز کا ایک چیز کے اندر ایسا داخل کرنا ہے کہ ایک دوسرے سے باہمی خلط ملط پیدا ہو جائے جیسے گیہوں کے دانوں کو چاول کے دانوں کے ساتھ ملا دیا جائے۔ اسی لئے وضو کے اندر انگلیوں کو پانی سے تر کر کے داڑھی کے اندر داخل کرنا خلال ہے کیونکہ انگلیاں اور داڑھی دونوں باہم خلط ملط ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مقام خلت اس مقام کا نام ہے جہاں عبودیت صفات الوہیت سے باہم خلط ملط پیدا کر لیتی ہیں۔ یہی وہ مقام رفیع ہے جو

محبوبیت کا آخری اور منتہائی زینہ ہے۔ اب اس کے اوپر مقام محبوبیت ہی ہے پس خلت اور محبوبیت کے درمیان میں کوئی شئے واسطہ ہے نہ زینہ۔

حضرت خلیل علیہ السلام جد امجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عروس اجتباو اصطفا زینہ بزینہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خلیل علیہ السلام تک منتہائے زینہ مقام محبوبیت تک پہونچ آئی اور قامت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں محبوبیت کی مقدس خلعت پہنائی گئی۔

ان انبیا علیہم السلام نے درجہ بدرجہ تزکیہ اور تصفیہ روح کا کام کیا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ماسوی اللہ سے اس طرح تعلقات منقطع کئے اور روح کا تجرد حاصل کیا کہ دریائے فنا میں جملہ تعلقات ماسوے کو غرق کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مصفا روح کو صفات اللہ سے ملاکر مقام خلت کو قائم فرمادیا اور اس کے بعد محبوبیت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور اگر کچھ تھا تو اسی کا نام حب ہے جس کو صوفیائے کرام ذات سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حواس خمسہ کے مقابل میں پانچ سیڑھیاں قائم ہوئیں آخری سیڑھی نزولاً صفوت کی ہے اور عروجاً تا مرتبہ ذات محبت زینہ محبوبیت کو سمجھنا چاہئے اور محبوبیت کے اوپر پھر نہ کوئی مقام ہے نہ نشان اور نہ نام۔

جس طرح غیر منقوش کپڑا جس رنگ میں غوطہ دیا جاتا ہے وہی رنگ قبول کرلیتا ہے۔ اسی طرح تم کو بھی چاہئے کہ مقام ابراہیم سے استفادہ کرکے تجرد روح حاصل کرلو یہاں تک کہ انوار محبوبیت میں مستغرق ہوجاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں محبوب حقیقی ذات محمدی کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ لہذا آپ محبوب بالذات ہیں اور اگر دوسرا کوئی محبوب ہے بھی تو محبوب بالعرض۔

جیسے سفید کپڑا بالذات سفید ہے لیکن جب کسی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اس رنگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور پھر اسی رنگ کے نام سے یاد کیا جلتا ہے جیسے سیدنا حضرت محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے شریعت محمدی کی اتباع سے محبوب مصطفےٰ اور مرکنے مجرد ہو کر محبوبیت کے رنگ سے رنگین ہو گئے اور پھر آپ محبوب سبحانی کے نام سے موسوم ہوئے۔ اس محبوبیت کو محبوبیت بالعرض سمجھنا چاہیے یعنی محبوبیت ذاتیہ محمدیہ صلعم نے آپ کو اپنے رنگ میں رنگ دیا اسی طرح واتخذوا من مقام ابراھیم سے امت محمدیہ صلعم کو ہدایت دی جارہی ہے کہ فنا فی الرسول یعنی درجہ محبوبیت بحسن اتباع ملت ابراہیم حسن کا دوسرا نام شریعت محمدی بھی ہے حاصل کرو۔ وَاٰخِرُ دعوٰنا ان الحمد للہِ رب العٰلمین۔

حسن لازوال

افریقہ کے گورنر گریوگری نے مسلمانوں کے مقابلہ میں جو جنگ کی اس میں فانی ولازوال حسن کی ایک داستان بھی ہے۔ گریوگری کے جواب میں مسلمان جنرل نے بھی اعلان کر دیا تھا کہ جس مجاہد کی تلوار گریوگری کا سر کاٹے گی اس کو گورنر افریقہ کی حسین وجمیل لڑکی اور دو ہزار درہم بطور انعام دئے جائیں گے حسن اتفاق کہ یہ قرعہ حضرت زبیرؓ کے نام سے نکلا مگر اس موقع پر جو کچھ آپ نے فرمایا وہ اہل دل کے سننے کے لائق ہے۔

"میری تلوار کا معاوضہ دنیا کا حسن و خوبصورتی نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا اور محبت ہے، میری تلوار اسلام کی خدمت کے لئے مخصوص ہے اس کا معاوضہ آنی اور فانی خوبصورتی نہیں بلکہ وہ لازوال دولت ہے جس کو کبھی فنا نہیں اور جو اس خوبصورتی کے مقابلہ میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اگر میری تلوار کا معاوضہ خوبصورت لڑکی ہی ہو سکتی ہے تو اس سے بڑھ کر میری تلوار کی کوئی توہین نہیں ہو سکتی"۔ (اقتباس)